

# نعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو موسیقی اور دف میں پڑھنا کیسا؟

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ

آج کل میوزک (موسیقی) میں نعتیں پڑھی جا رہی ہیں مارکیٹوں میں اس طرح کی کسٹمیں ملتی ہیں اور P.T.V پر بھی موسیقی کے ساتھ نعتیں دکھائی جاتی ہیں کیا یہ سب دُرست ہے؟

سائل محمد اسلم نیو کراچی

الجواب بعون الملک العزیز العلام الوہاب منہ الصدق والصواب

صورت مسئلہ بالا میں نعت اور موسیقی (میوزک) کو غلط ملط کرنا لاجول ولا قوۃ الا باللہ کیسی نامناسب اور غلط روش ہے کہ نعت ایک مقصد اور جائز امر ہے جبکہ موسیقی سراسر غلط اور دل میں خطرات پیدا کرنے والا اور نفاق پیدا کرنے والا معاملہ ہے اور دل کو یادِ خدا سے غافل کر دینے والا معاملہ ہے اور شیطانی راہ کے قریب کرنا ہے۔ مشہور ہے کہ جب حضرت داؤد علیہ السلام زبور سناتے تھے مجمع عام میں، تو شیطان نے آپ علیہ السلام کی مخالفت میں یہ سلسلہ شروع کیا تھا کہ موسیقی اور گانے باجے کے ساز و سامان کے ذریعے لوگوں کو اکھٹا کرتا تھا اور حضرت داؤد علیہ السلام سے لوگوں کو دور غلانا شروع کر دیا پس یہ شیطانی آلات ہوئے۔ صوفیاء کی اصطلاح میں جس کو سماع کہا جاتا ہے ہمارے عرف میں اس کی دو قسمیں ہیں پہلی قسم نعت خوانی دوسری قوالی۔ نعت خوانی کی تعریف یہ ہے کہ بغیر طبلہ، سارنگی، مزامیر وغیرہ کسی محفل میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یا رب تعالیٰ یا اولیاء، علماء، فقہاء یا صحابہ یا اہل بیت، اکابر دین امت کا ذکرِ پاک بطریقہ نظم اشعار کیا جائے خواہ اکیلا آدمی یا چند مل کر۔ قوالی کی تعریف یہ ہے کہ یہی سب کچھ ڈھول، طبلہ، سارنگی سے کیا جائے۔ نعت خوانی میں کسی مسلمان کا اختلاف نہیں سب جائز مانتے ہیں۔ قوالی میں اختلاف ہے میری گفتگو قوالی کے بارے میں ہوگی کہ وہی متنازعہ فیہ ہے سماع یعنی قوالی کا رواج مسلمانوں میں دو رتبہ تابعین کے بعد شروع ہوا اس وقت بھی صحیح اور غلط قسم کی قوالیاں تھیں۔ یہی وجہ ہے کہ بعض علماء و صوفیاء نے اپنے مکتوبات میں اسے جائز لکھا اور بعض نے قطعاً ناجائز و حرام جس نے حرام کہا وہ بھی صحیح جس نے صحیح کہا اس نے صحیح قوالی کو جائز کہا اس زمانے کے اختلاف سے ہم کسی کو بُرا نہیں کہہ سکتے مگر آج کل سب قوالیاں غلط ہیں صحیح قوالی وہ ہے جس میں علماء کی بیان کردہ چھ شرطیں موجود ہوں غلط وہ ہے جس میں ان شرائط میں سے ایک بھی نہیں ہے (شرائط آگے ملاحظہ فرمائیں) تو ان متقدمین کے حوالے موجودہ قوالی کے جواز میں پیش کرنا سراسر نادانی ہے جس سے ان علماء و فقہاء کی گستاخی ہوتی ہے جنہوں نے قوالی کو ناجائز قرار دیا اور صحیح قوالی کے جواز کے قائل

محققین کے اقوال کو آڑ بنا نا بھی ان کی توہین ہے کہ غلط کے یہ بھی خلاف تھے۔ ہمارے زمانے میں شریعت کی رو سے مطلقاً قوالی، گانا بجانا، ڈھول، ناچنا گو دنا سب قطعاً حرام ہیں۔ قوالی خواہ نعت کی ہو یا فلمی گانوں کی بلکہ طبلہ پر نعت پڑھنا زیادہ حرام ہے کیونکہ آقائے دو عالم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام پاک ڈھول باجے کے ساتھ لیا جائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کے مطابق ڈھول، باجے کھیل گود میں شمار ہیں اور اسلام میں بجز چند کھیلوں کے سب باطل و حرام ہیں پختانچہ حدیث پاک میں ارشاد ہے کہ **کل لہو باطل الا ثلاث** ”یعنی ہر کھیل باطل ہے مگر تین۔“ حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری علیہ الرحمۃ کشف المحجوب ص ۳۱۷ پر فرماتے ہیں کہ طبلہ، مزامیر وغیرہ سب سے پہلے ابلیس لعین نے حضرت داؤد علیہ السلام کے مقابلے میں پیدا کیا اس سے پہلے کوئی ڈھول، طبلہ وغیرہ نہ تھا پختانچہ ارشاد ہے،

**ابلیس را اضطراب طبعی قوت گرفت و نانے و طنبور بساخت اندو برابر مجلس سماع داؤد علیہ السلام**  
**مجلسے فرو گسترانید آن گروہ کہ اہل شقاوت بو دند بمزما میں ابلیس مائل شدند**  
 ”یعنی ابلیس کو سخت اضطراب ہوا اور اس نے بانسری اور ستار ایجاد کیا اور حضرت داؤد علیہ السلام کی سماع کی مجلس کے برابر ایک مجلس لگائی وہ گروہ جو اہل شقاوت تھا ابلیس کے مزامیر کی جانب مائل ہو گیا۔“

آقائے علی ہجویری علیہ الرحمۃ کی اس عبارت مقتدہ سے دو باتیں ظاہر ہوئیں پہلی ڈھول باجے وغیرہ کی تاریخ اور دوسری اس کا موجد ابلیس ہے۔ ایک عالم نے داتا گنج بخش علیہ الرحمۃ کی خدمت میں عرض کیا تھا کہ میں حلت قوالی پر ایک لکھنے والا ہوں تو گنج بخش علی ہجویری علیہ الرحمۃ نے اس کو فرمایا تھا کہ اے خوجہ امام آپ ایسی چیز کو حلال کریں گے جو تمام گناہوں کی جڑ ہے پختانچہ کشف المحجوب ص ۳۱۶ پر ارشاد ہے کہ

**خواجه امام لہوے را کہ اصل همه فسقها است حلال کرد**

”یعنی محترم امام نے جو تمام فسق و فجور کی جڑ ہے اسے حلال ٹھہرا دیا۔“

ثابت ہوا کہ قوالی داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نظر میں سب سے بڑا گناہ بلکہ اصل گناہ ہے آپ علیہ الرحمۃ متعدد جگہ قوالی کو حرام فرماتے ہیں۔ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ بھی قوالی کو حرام فرماتے ہیں اور قوالی کو گناہ کبیرہ میں شمار فرماتے ہیں پختا نچہ احیاء العلوم ص ۱۵۱ پر امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ قاضی ابوالطیب طبری کا قول نقل فرماتے ہیں،

واما ابو حنیفۃ رضی اللہ عنہ فانہ کان یکرہ ذالک ویجعل سماع الغناء من الذنوب وکذا لک سائر اہل الکوفۃ سفیان الثوری و حماد و ابراہیم الشعبی رحمۃ اللہ علیہم وغیرہم (الح)

”یعنی جہاں تک حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کا تعلق ہے تو وہ اس کو مکروہ قرار دیتے تھے اور غنا کے سننے کو گناہ قرار دیتے تھے اور اسی طرح تمام اہل کوفہ سفیان ثوری اور حماد و ابراہیم اور شعبی رحمۃ اللہ علیہم وغیرہ۔“

ثابت ہوا کہ حنفی مسلک میں بھی مروجہ قوالی حرام ہے اگرچہ امام مالک علیہ الرحمۃ وغیرہ مجتہدین کرام کے نزدیک بھی قوالی مذکورہ حرام ہے مگر چونکہ سائل ومدی علیہ مفتی و مستفتی سب حنفی ہیں اس لئے قول امام رحمۃ اللہ علیہ ہی حجت ہے خود امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ جس قوالی کے حق میں ہیں آج کل وہ قوالی نہیں امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے حلت قوالی میں بہت اقوال ذکر فرمائے ہیں مگر امام اعظم کے بارے میں وہ بھی کوئی دلیل حلت پیش نہ کر سکے اور علامہ امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا قول امام اعظم کے قول کے مقابل غیر معتبر ہے لہذا عند الاحناف حجت نہیں ہے مسلک حنفی کی کتاب فتاویٰ عالمگیری جلد پنجم ص ۲۵۲ پر ہے،

قال رحمۃ اللہ تعالیٰ السماع والقول والرقص الذی یفعلہ المتصوفۃ فی زماننا حرام

لا یجوز القصد الیہ والجلوس علیہ والغناء والمزامیر سواء

”فرمایا اللہ تعالیٰ ان پر زحمت فرمائے کہ سننا اور قوالی کرنا اور وہ رقص کرنا جس کو ہمارے زمانے میں صوفی کرتے ہیں حرام ہے اس کی طرف ارادہ کرنا جائز نہیں ہے اور اس پر بیٹھنا جائز نہیں ہے اور غنا اور مزامیر دونوں برابر ہیں۔“

یعنی مروجہ قوالیاں حرام اور مزامیر وغیرہ بھی حرام ہیں کچھ جاہل صوفی اس کو مطلقاً جائز قرار دیتے ہیں فتاویٰ ہندیہ میں ہے وجوزہ اہل التصوف ”اور اسے جائز قرار دیا ہے اہل تصوف نے۔“ لیکن چونکہ حلت و حرمت قانون شرعی ہے اربعہ تفاسیر صفحہ نمبر ۵۹۹ پر ہے،

ان مذهب اہل السنۃ انہ لا یثبت بالحقل ثواب ولا عقاب ولا ایجاب ولا تحریم ولا غیر ذالک من

انواع التکلیف ولا یثبت ہذہ الا شیاء کلہا ولا غیرہا الا باشرع

”بے شک اہل سنت کا مذہب یہ ہے کہ نہ ثابت ہوگا ثواب اور نہ ہی عذاب اور نہ کسی چیز کو واجب کرنا اور نہ کسی چیز کو حرام ٹھہرانا اور تکلیف شرعی میں سے کچھ اور نہ یہ تمام چیزیں ثابت ہوں گی اور نہ ان کا غیر مگر شرع ہے۔“

اس لئے یہاں علماء و فقراء کی بات معتبر ہوگی نہ کہ صوفیاء کی۔ فتاویٰ قاضی خان ج ۳ ص ۴۰۶ پر ہے،

اما استماع صوت الملاہی كالضرب والقضيب وغير ذالك حرام و معصية لقوله عليه الصلوة والسلام

استماع الملاہی معصية والجلوس عليها فسوق والتلذذ بها من الکفر

”اور رہ گیا آلات لھو و لعب کا سننا سنانا جیسے لکڑیاں بجانا اور اس کے علاوہ تو وہ حرام ہے اور گناہ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے آلات لھو و لعب کا سننا اور سنانا گناہ ہے اور اس پر بیٹھنا فسق ہے اور اس سے لذت حاصل کرنا کفر ہے اور ناشکری ہے۔ اس حدیثِ پاک میں ملاہی کا ترجمہ مطلق طور پر علامہ قاضی خان نے قوالی مروجہ کیا ہے اب کس کو بولنے کی جرأت ہے اسی طرح فتاویٰ بزاز یہ ج ۳ ص ۳۵۹ پر ہے علامہ ابن بزاز فرماتے ہیں کہ آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا والتلذذ بها کفر یعنی اس سے لذت حاصل کرنا کفر ہے اس کا مطلب ناشکری ہے یعنی قوالی سننے والا اور سنانے والا دونوں اس لئے فاسق ہیں کہ انہوں نے اپنے اعضاء کو مقصد خلقت کے خلاف استعمال کیا چنانچہ ارشاد ہے،

فصرف الجوارح الى غير ما خلق لاجله كفر بالنعمة

”تو اعضاء کو پھیرنا اس کی جانب جس کے لئے وہ پیدا نہ ہوئے تو وہ کفرانِ نعمت ہے۔“

ثابت ہوا کہ ڈھول باجے کے لئے انسان پیدا نہیں کیا گیا لہذا وہ گناہ ہے کتنی زیادتی ہے کہ ایسے سخت ترین گناہ میں صحابہ و اہل بیت جیسی پاک ہستیوں کو ملوث کیا جائے نعوذ باللہ منہ۔ میرے یہ تمام پیش کردہ دلائل بالکل صاف ظاہر حرمت کو ثابت کرتے ہیں کیسی ایچ پیج یا منطقی فلسفی الجھنوں کی چنداں ضرورت نہیں نہ عبد خاریجی نہ عہدِ ذہنی کے چکروں میں پڑنے کی ضرورت ہے بخلاف ہمارے فاضل مصنف کے محررہ رسالے کے کہ اس میں حلتِ قوالی کو ثابت کرنے کے لئے بہت منطقی فلسفی تانے بانے بنائے پڑے اور کشتی استدلال کو پتھوار پہ چڑھانا پڑا حالانکہ یہ سب کچھ تاریک گت سے زیادہ نہیں جیسا کہ آگے چل کر آپ کو معلوم ہو جائے گا علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب رد المحتار ص ۴۲۵ پر ارشاد فرماتے ہیں،

عن القرطبي اجماع الاثمة على حرمة هذا الغناء وضرب القضيب والرقص

”امام قرطبی سے روایت ہے کہ ائمہ کا اجماع اس غناء کی حرمت پر ہے اور لکڑیاں بجانے اور رقص کرنے پر ہے۔“

یعنی تمام امام مجتہدین متفقہ طور پر مروجہ موسیقی کو حرام کہتے ہیں غور تو کیجئے کہ علامہ شامی تو کہیں کہ قوالی متفقہ طور پر حرام۔ امام اعظم رضی اللہ عنہ کی تصنیف فقہ اکبر کے شارح ملا علی قاری ص ۲۰۵ پر فرماتے ہیں،

**وفی الخلاصة من قرء القرآن علی ضرب الدف والقضیب یکفر و یقرب منه ضرب الدف والقضیب مع**

**ذکر اللہ تعالیٰ و نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم و کذا التصفیق علی الذکر الخ**

”اور خلاصۃ الفتاویٰ میں ہے جس شخص نے دف اور لکڑی کی آواز پر قرآن پڑھا اس کی تکفیر کی جائے گی اور اس کے قریب ہے دف اور لکڑی بجانا اللہ عزوجل کے ذکر کے ساتھ اور نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور اسی طرح ذکر پاک پہ تالی بجانا ہے۔“ اور در مختار ص ۲۹۲ پر علامہ علاؤ الدین ہسکفی حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول نقل فرماتے ہیں،

**قال ابن مسعود و صوت اللہو والغناء ینبت النفاق فی القلب کما ینبت الماء النبات**

”اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اور لہو اور غناء کی آواز دل میں نفاق پیدا کرتی ہے جیسے کہ پانی گھاس اُگاتا ہے۔“ یعنی صحابی رسول کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم کا قول مبارک کتنا شدید ہے۔ منافقت دو قسم کی ہے پہلی نفاق شرعی جس کا ذکر قرآن پاک میں ہے دوسری نفاق حکمی جس کا بہت جگہ ذکر حدیث پاک میں ہے یہاں نفاق حکمی مراد ہے یہ بات واقعی ہے دیکھا گیا ہے کہ جو شخص خواہ پیر ہو یا مُرید قوالی سن سن کر منافقانہ عادات اختیار کر لیتا ہے یہاں تک کہ زبان سے مسلمان اور متبع سنت ہونے کا دعوے دار ہوتا ہے مگر دل میں کفار کے طور طریقوں سے، شکل و صورت سے اور ڈھول باجے سے محبت ہوتی ہے اسی کا نام منافقت ہے تاریخ انڈونیشیا ص ۲۹۹ پر لکھا ہے کہ چونکہ ہندوؤں اور بدھوں میں عام طور پر گانے بجانے کا رواج تھا بلکہ وہ اس کو اپنی ایک بڑی عبادت سمجھتے تھے لہذا صوفیائے کرام نے بھی انہیں دعوت اسلام دینے کے لئے جمع کرنے کا اسی کو ایک کامیاب طریقہ سمجھا اور ہندوستان کے موجودہ چشتیہ طریقے کے انداز سے قوالی شروع کر دی ثابت ہوا کہ ڈھول باجے پر عام کے سامنے قوالی ہندوؤں اور دیگر کفار کا طریقہ اور ان کی ایک عبادت ہے کتنی بد نصیبی کا دور ہے مسلمانوں کے علماء بھی اس کو عبادت اور سنت سلفاء ثابت کرنے کی خاطر خطرناک کوشش کر رہے ہیں چشتیہ اکابر دین نے تو اسے فقط بطور حیلہ استعمال کیا جس طرح کہ دوائی بیمار کو کھلائی جاتی ہے کہ اس سے شفا حاصل ہو یا جال پرندے کے لئے لگایا جاتا ہے کہ قریب آئے یا بھاگے ہوئے جانور کو گھاس دکھایا جاتا ہے۔ ان تمام دلائل سے ثابت ہوا کہ قوالی حرام بلکہ فی زمانہ اشد حرام ہے محققین کے نزدیک قوالی وہ حرام اور میثمی دوائی ہے جو سخت مجبوری کے وقت مُرشد برحق جو دنیا سے بے رغبت ہو کر مشورے سے بیمار عیش کو دی جاتی ہے اس بیمار کی تین نشانیاں ہیں نمبر ۱۔ تین دن بھوکا پیاسا رکھا جائے پھر ایک طرف کھانا پانی اور دوسری طرف قوالی ہو تو کھانے کی پرواہ نہ کرے قوالی طرف دوڑے۔ نمبر ۲۔ وجد حقیقی ہو کہ اگر زنان مصر کی طرح انگلیاں بھی کاٹ دی جائی تو معشوق سے دھیان نہ ہٹے۔

نمبر ۳۔ شریعت کے کسی کام سے غافل نہ ہو۔ جب ایسا بیمار عشق ہوگا تب اس کو سماع کی دوائی دی جائے گی تاکہ اس کو لذت ذکر یار سے وصال یار کا مزہ آئے چنانچہ عرب کہتا ہے ذکر المحبوب کو وصلہ یعنی محبوب کا ذکر اس کے ملاپ کی طرح ہے اور عشق کی تڑپ میں کچھ سکون ہو مگر چونکہ میٹھی دوائی تندرست نادان بچے بھی پینا چاہتے ہیں اور پینے کی ضد کرتے ہیں اس لئے عقلمند ڈاکٹر اور طبیب دوائی کو بڑے خفیہ طریقے پر رکھتے ہیں اور غیروں اور نااہلوں سے بچاتے ہیں کیونکہ تندرست اور اس بیماری میں نہ مبتلا شخص جب اس دوائی کو استعمال کرتا ہے تو دیگر طرح طرح کی بیماریوں میں مبتلا ہو جاتا ہے جیسا کہ اکثر دیکھا گیا ہے کہ جو شخص اپنی مرضی یا نیم حکیم کے مشورے سے دوائیاں کھاتا رہتا ہے وہ ہزاروں بیماریوں میں مبتلا ہو جائے گا اسی طرح اگر کوئی شخص بیمار عشق معرفت نہ ہو اور وہ قوالی سنے تو منافقت، غفلت، فسق، گمراہی ہزاروں بیماریوں میں مبتلا ہو جاتا ہے جیسا کہ دیکھا جا رہا ہے کہ ہزاروں فسق اور بد معاشیاں انہی قوالیوں کے ذریعے ہو رہی ہیں تو جو شخص اعلیٰ الاعلان ہر شخص کو قوالی سننے کی دعوت دے رہا ہے وہ درحقیقت بحیثیت نیم حکیم کے خطرہ جان ہے یہی وجہ ہے کہ فقہائے کرام نے مزامیر کی حرمت تو بالکل اور واضح الفاظ میں بادلائل بیان کی مگر اس کی حلت بڑی قیود اور شرائط کے ساتھ صرف بیمار عشق جیسے حضرات کو بقدر ضرورت دی جس طرح اسلام نے مُردار، شراب وغیرہ کی حرمت بڑے واضح اور بلند الفاظ میں بیان کی مگر بھوک سے مرتے ہوئے شخص کے لئے بڑے قیود کے ساتھ استعمال کی اجازت دی اس لئے علامہ شامی فرماتے ہیں کہ قوالی سننے کے لئے چھ شرطیں ہیں وہ بی اس لئے کہ قوالی بطور دوائی ہے چنانچہ فتاویٰ شامی شریف ج پنجم ص ۲۵۶ پر ہے،

**واحتاج الی ذالک احتیاج المریض الی الدواء ولہ شرائط ستة ان لا یكون فیہم امرد و ان تكون جماعتہم من جنسہم و ان تكون نية القوال الاخلاص لا اخذ الاجرة والطعام و ان لا یجتمعوا لاجل الطعام او فتوح و ان لا یقوموا الا مغلوبین و ان لا یظہروا وجدا الا صادقین والحاصل انه له رخصة فی السماع فی زماننا لان الجنید رحمۃ اللہ تعالیٰ تاب عن السماع فی زمانہ**

”اور محتاج ہوا اس کی جانب مریض کی محتاجی کی طرح دوا کا اور اس کی چھ شرطیں ہیں یہ کہ نہ ہو اس میں کوئی امرد اور یہ کہ نہ ہو ان کی جماعت ان کی جنس سے اور یہ کہ ہو قوال کی نیت اخلاص نہ محض حصول اجرت اور کھانا اور کھانے کے لئے اکٹھے نہ ہوں یا روزی کے لئے اور یہ کہ نہ کھڑے ہوں مگر مغلوب الحال اور یہ کہ نہ ظاہر کریں وجد مگر سچے اور حاصل یہ ہے کہ رخصت نہیں ہے سماع میں ہمارے زمانے میں کیونکہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے توبہ کر لی سماع سے اپنے زمانے میں۔“

پس اس تقریر سے موسیقی پر نعتوں کا مسئلہ بھی واضح ہو گیا کہ وہ بھی قطعاً نادرست اور ناجائز ہے نیز مزامیر کی قباحت بھی واضح ہو گئی اور کفر یہ گانوں کی مذمت بھی ہو گئی پھر جو موسیقی پر ذکر شریف کیا جاتا ہے اس کا حال بھی کھل گیا اور نوبت تو یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ مزامیر کی حرمت تو اپنی جگہ مگر اس کے ساتھ کفر یہ گانے بھی چل پڑے اور اللہ پاک اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن اور کعبہ اور مدینہ یہ سب کے سب گانوں میں کھیل کود کا سامان بنانے کی کوشش کی گئی۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ

**نعت شریف کو اس انداز میں پڑھنا کہ اس میں دف یا بیک گراؤنڈ میں کسی**

**ذکر کو کرنا جس سے موسیقی ظاہر ہوتی ہے کیسا ہے؟**

سردست ہم یہاں پر اس مسئلے کی وضاحت بھی کرنا مناسب خیال کرتے ہیں کہ یہ سوال بھی ہمارے دارالافتاء میں آیا اور چند کیٹیشین بھی ہم تک پہنچی اور کچھ فتاوے بھی دستیاب ہوئے کہ نعت شریف کو اس انداز میں پڑھنا کہ اس میں دف یا بیک گراؤنڈ میں کسی ذکر کو کرنا جس سے موسیقی ظاہر ہوتی ہے کیسا ہے؟

**جواب** اس کا یہ ہے کہ فقیر بھی ایسی ایک دو محفلوں میں شریک ہوا اور نعت خواں اور ذاکرین کو خود دیکھا کہ آواز اور کیٹیشین اس معیار کی ہو جاتی ہیں کہ یقیناً دف، موسیقی اور ماتم سے بالکل مشابہت کر جاتی ہے اس لئے اس شے پر پہنچا کہ نعت و ذکر تو جاری رہے مگر ایکوساؤنڈ ختم کر دیا جائے کہ مشابہت کا کوئی پہلو باقی نہ رہے ہم نے چند فتاوے دیکھے جس کا جواب مختصر دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ ایک نے لکھا کہ فقیر سراپا تقصیر نے مذکورہ ذکر کی آڈیو کیسٹ کئی مرتبہ بغور سنی اس ذکر کے پڑھنے والوں نے کافی مشق کر کے ذکر کو ایسے دلکش انداز سے پڑھا کہ قلب حزیں سرور ہو جاتا ہے حالانکہ بظاہر ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ذکر دف کیسا تھک دیا جا رہا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ دف کا مطلقاً استعمال نہیں کیا گیا اس حقیقت کا انکشاف کیسٹ کو متعدد مرتبہ بغور اور غیر جانبدار ہو کر سننے سے ہوتا ہے ہم اس قیاس کا جواب یوں دیتے ہیں کہ کیسٹ عدم توجہ سے سنی جائے تو دف اور موسیقی معلوم ہوتی ہے ورنہ توجہ دینے سے آشکار ہو جاتا ہے کہ دف وغیرہ نہیں ہے ہم کہتے ہیں کہ اس سے تو یہ ظاہر ہوا کہ جو حقیقت ہے اس پر پردہ ڈال دیا ہے اور بمصداق حدیث مبارک کہ من غش فلیس منا (الحديث) جس نے دھوکہ دیا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ تو حقیقت کو چھپایا اور لوگوں کو دھوکے میں ڈالا اب از روئے حدیث اپنا مقام پہنچائیں پس حکم شرعی ظاہر پر ہے اور ظاہر آواز دف ہے پس وہ حکم دف میں ہے اور ہو ہر حال میں مکروہ ہے اور بعض نے یہ کہا کہ نادر الوقوع ہے کہ آواز دف جیسی خارج ہوتی ہے تو اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے فرمان کے بموجب کہ اگر اتفاقاً اس کا پڑھنا کسی شعبہ موسیقی سے موافق ہو جائے تو نہ اس پر الزام نہ یہ شرعاً ممنوع۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۰ جزء ثانی ص ۷۵) وہ شرعاً ممنوع نہیں ہے بلکہ جائز ہے تو ایک بات تو یہ ہے کہ جب کیسٹ تیار کی گئی ہے تو وہ اتفاقاً کے دائرے میں ہرگز نہیں ہے بلکہ مستقلاً اور بالقصد ہے پھر اعلیٰ حضرت کے کلام میں اشارہ یہ بھی ہے بلکہ مفہوم آخر کہ اگر بالقصد یہ

طریقہ اپنایا جائے تو ضرور ممنوع اور ناجائز ہے۔ اور اس مسئلہ کی ایک نظیر یہ بھی ہے جسے مفتی زمر حضور پر نور علامہ مفتی سید ریاض الحسن جیلانی نور اللہ مرقدہ نے لکھا ہے کہ فتاویٰ عالمگیری میں ہے،

**اذا قرء القرآن علی ضرب الدف والقصب فقد كفر**

”قرآن کو دف اور بانسری پر پڑھنا کفر ہے۔“

(فتاویٰ عالمگیری مطبوعہ مجیدی کانیپور ج ۲ ص ۲۸۱)

حضرت شیخ محقق شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لمعات میں فرماتے ہیں،

**اما التكلف برعاية الموسيقى فمكروه واذا ادى الى تغيير القرآن فحرام بلا شبهة**

”رعایت موسیقی کے ساتھ تو مکروہ ہے جبکہ تکلف پڑھے اور اگر تغیر قرآن ہو تو بلاشبہ حرام ہے۔“

(حاشیہ مشکوٰۃ ص ۱۵۹، بحوالہ ریاض الفتاویٰ)

واضح ہو کہ یہاں موسیقی نہیں بلکہ اس کے قوانین کی رعایت ہے اور ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں کہ اللہ عزوجل کے ذکر اور تعظیم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اگر یہ معاملہ ہو تو وہ بھی اسی کے قریب ہے یعنی اگر عین موسیقی ہو تو بالقصد (با ارادہ جائز سمجھ کر) ہمارے فقہاء کے نزدیک کفر ہے اور بالقصد (با ارادہ) ناجائز سمجھتے ہوئے کرنا حرام اور قوانین موسیقی کی رعایت کی وجہ سے مکروہ نیز یہ بھی رقم فرمایا ہے کہ حکم ہے کہ قرآن پاک کو کھن عرب پر پڑھا جائے لیکن موسیقی پر پڑھنا ناجائز و ممنوع ہے کہ لھو و لعب کا شاہکار ہے امام یحییٰ شعب الایمان و امام رزین اپنی کتاب میں بروایت حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ فرماتے ہیں،

**الفصح العرب والعجم صلی اللہ علیہ وسلم اقروا القرآن بلحون العرب واصواتها وایاکم وبحون اهل العشق**

**ولحون اهل الكتابین وسجی بعدی قوم یرجحون باقرآن ترجیع الغناء والنوح لایجاوز حنا جرهم**

**مفتونہ قلوبہم وقلوب الذین یعجبہم شانہم**

”قرآن عرب کے لہجہ اور آواز سے پڑھو اور اہل عشق (عشقیہ قسیدے) اور یہود و نصاریٰ کے لہجوں سے بچو اور میری بعد عنقریب ایک قوم آئے گی جو قرآن کو گانے اور نوحہ کے لہجے سے پڑھے گی قرآن ان کے گلوں سے نیچے نہ اترے گا ان کے دل فتنوں میں پڑے ہوئے ہیں اور ان کے بھی جواں کی اس ادا کو پسند کرتے ہیں۔“ (مشکوٰۃ شریف مطبوعہ نظامی دہلی ۱۶۰ ملحق بفضائل

اور پھر مشاہدین کا اتفاق ہے کہ جب اس طرح کا معاملہ سامنے آتا ہے تو نعت گو بالا راہ ساؤنڈ پروگرام سے سینک کر تار ہے اور اس کے مخصوص بٹنوں کو کھلواتا ہے تو یہ جواز اور سہارا تم کس طرح لے سکتے ہو کہ ہم سے یہ عمل اتفاقیہ صادر ہوا ہے نہ کہ مستقلاً؟ پھر ہم اوپر ذکر کر چکے ہیں کہ اگر آواز میں سرور اور راگ ہو تو وہ بھی ممنوع جب کہ تلاوت قرآن ہو رہی ہو کیونکہ اللہ کے پاک کلام کو شیطانی عمل سے ملانا ہو جاتا ہے پس اسی طرح نعت خوانی اور ذکر بھی اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک نام ہے اسے بھی شیطانی عمل سے ملانا قطعاً اور حتماً جائز نہیں ہے۔

آخر میں ہم اس مسئلے کی وضاحت کے طور پر ایکو ساؤنڈ کی معلومات علماء اور عوام میں پیش کرتے ہیں تاکہ مسئلہ واضح ہو جائے۔

## ایکو ساؤنڈ

یہ ایک جدید شکل ہے ایمپلی فائر کی جس طرح مائیک کے مسائل اور اس پر کافی کتابیں لکھی جا چکی ہیں ایکو ساؤنڈ عام ایمپلی فائر سے قیثاً کافی مہنگا ہے اور اس کی کافی ورائٹیز (مختلف اقسام) مارکیٹ میں دستیاب ہیں شروع میں ایکو ساؤنڈ صرف موسیقی کے پروگراموں میں استعمال ہوتا تھا بعد میں تقاریر اور نعت وقرات کی محفلوں میں رائج ہوا اس مشین میں خاص پروگرام ہوتے ہیں ایک تو ایکو جس کو ریپیٹر بھی کہتے ہیں دوسرے پیس اور تیسرے گونج۔

## ریپیٹر

اس سے پڑھنے والے کی آواز قلقلہ (بار بار) نکلتی ہوئی محسوس ہوتی ہے جسے بازگشت بھی کہا جاسکتا ہے اور نعت خواں حضرات کی ساؤنڈ پروگرامر سے باقاعدہ سینک ہوتی ہے اور بعض نعت خواں حضرات یہ خواہش کرتے ہیں کہ اپنے پروگرام میں فلاں کا ایکو ساؤنڈ لگانا وغیرہ وغیرہ عموماً ساؤنڈ پروگرامر ریپیٹر (ایکو) دو ڈھائی نمبر پر چلاتے ہیں اور بعض نعت خوانوں کی ڈیمانڈ پر چار نمبر اور اس سے بھی زیادہ ایکو چلایا جاتا ہے زیادہ ایکو چلانے پر آواز بازگشت کرتی ہے اور زیادہ ایکو کھول دینے پر آواز چار چار چھ بلکہ ہماری معلومات کے مطابق سترہ سترہ مرتبہ لوٹی ہوئی نکلتی ہے جس کی وجہ سے آواز میں گونج پیدا ہو جاتی ہے اور گونج ٹھیک، ٹھیک، پر ختم ہوتی ہے اور یہ ٹھیک ٹھیک کی گونج قدرے موسیقی کے انداز کو اختیار کرتی ہے۔

## بیس

بیس کا پروگرام یہ ہوتا ہے کہ ساؤنڈ پروگرامر جب چاہے اس بیس کے بٹن سے آواز موٹی کر دے یا آواز باریک کر دے یعنی موٹی آواز کو جب چاہے باریک کر دے اور باریک آواز کو جب چاہے موٹی کر دے اور بیس شارپ یہ موٹی، باریک اور درمیانی آواز کرنے میں بھرپور مدد دیتا ہے۔

پیڈ مشین کا استعمال خاص طور پر اسٹوڈیوز میں ہوتا ہے اور یہ ایک چھوٹی سی مشین ہے اس کی پروگرامنگ میں S.P.D.11، S.P.D.8 فیڈ ہوتے ہیں اور یہ ایکوساؤنڈ یا مزید اس جیسی مشین میں فٹ کر کے جس انداز میں چاہیں ردھم، سکھن، جھنکار، ڈف اور نہ جانے کتنے کتنے اس میں پروگرام فیڈ ہوتے ہیں اور اس کے مدد سے اسٹوڈیو والے کیسیٹ تیار کرتے ہیں اور بہت سے میوزیکل پروگرام اور کہیں کہیں محفلِ نعت میں بھی اس کو چلایا جاتا ہے اور کیسیٹیں شائع کرنے والے اگر عام ایکوساؤنڈ سے پروگرام ریکارڈ کرتے ہیں تو اس کیسیٹ کی صفائی اور اس میں کسی قسم کی خامی کو دور کرنے اور اس کو مزید صاف اور بہتر بنانے کے لئے اسٹوڈیو والے کو دیتے ہیں اور وہ اس کی صفائی میں طے شدہ روپوں میں یہ کام کر کے دیتے ہیں جو کو آسان الفاظ میں کمپیوٹر میوزک کہتے ہیں۔

### **ذکر شاذلی**

یہ ذکر سانس کے ذریعے یعنی زبان کو تالو پر لگا کر کیا جاتا ہے یہ ذکر بہت مشہور ہے اور ذکر شاذلی بلاد عرب میں رائج ہے پاک و ہند میں یہ ذکر صرف شاذلیہ سلسلے والوں میں ہے برصغیر میں یہ ذکر اتار رائج نہیں کچھ عرصے سے کراچی شہر میں کچھ لوگوں نے اس ذکر کو نعت خوانی میں نعت کیساتھ کرنا شروع کیا اس طرح کہ ایک نعت خواں نعت پڑھتا ہے اور چار چھ افراد الگ الگ مائیک لے کر ذکر کرنے والوں کی آواز نعت خواں سے قدرے پست ہوتی ہیں اور یوں نعت کے بیک گراؤنڈ میں ان ذکرین کی آوازیں ہوتی ہیں۔ ذکرین مائیک کو بالکل ہونٹوں سے لگا کر ذکر کرتے ہیں جس کی وجہ سے ہونٹوں کی حرارت، ناک سے خارج ہونے والی ہوا اور ہونٹوں کو مائیک پر بار بار مارنے سے اس مائیک پر آواز کو رپپٹر، جھنکار اور گونج کے اتار چڑھاؤ کی وجہ سے ایکوساؤنڈ ماتم، ڈف یا موسیقی کی طرف پیدا کر دیتا ہے جس کی وجہ سے ممانعت صاف ظاہر اور اس طرح ایکوساؤنڈ کا استعمال شرعاً ممنوع اور گناہ ہے اور شیطان کی پیروی ہے۔ ہمارے سامنے مفتی اعظم پاکستان مفتی اشفاق احمد رضوی مدظلہ العالی (خانیوال) سے جب یہ سوال پوچھا گیا تو آپ نے یہ جواب ارشاد فرمایا کہ نعت ذکر اللہ کو لھو الحمدیث سے کسی طور کوئی مطابقت نہیں مگر ایکوساؤنڈ میں اس بات کا امکان ہے کہ وہ ذکر کو تہدیل کر دے چنانچہ ایکوساؤنڈ سے بچا جائے پس اللہ تعالیٰ ہم سب کو صراطِ مستقیم پر چلائے۔

واللہ ورسولہ اعلم بالصواب

کتبہ مفتی سید اکبر الحق رضوی

۲۱ شعبان المعظم ۱۴۲۳ھ

۲۸، اکتوبر ۲۰۰۲ء